The Study of Religion and History
Volume 3 issue 2 (2025)
www.srhjournal.com
ISSN(Print): 3006-3329 ISSN(Online): 3006-3337

اردو شاعری میں قصہ نوح: ایک تجزیہ

The Story of Noah (A.S) in Urdu Poetry: An Analysis

Uzma Noreen
Lecturer G.C Women University Sialkot
Saira Irshad
Assistant Professor, Department of Urdu Government Sadiq College Women University Bahawalpur
Wajid Ali Shah
Assistant Professor Urdu Department, G.C Mardan

Abstract:
Prophet Noah (A.S) preached a lot to his people and threatened them with a flood, but they did not listen. Thus, Allah decided to punish them. A huge flood that came during the time of Noah (A.S)in which everyone drowned except the people and animals on board Noah's ark. In this flood, the earth continued to pour water and the sky continued to rain. According to traditions and scientific evidence, this flood mainly came in the Mesopotamia region of Iraq. Thus, this flood destroyed everything. Later, after the flood ended, the ark landed on the ground. Various poets have quoted this historical event. This article tell about the same incident of Prophet Noah.

Keywords: *Prophet Noah (A.S), preached, threatened, flood, Mesopotamia region of Iraq, Noah's ark. Parshad.*

ملخص:

حضرت نوح علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ پیغمبر ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی آٹھویں پشت میں پیدا کیا۔ انجیل اور تورات کی روایات کے مطابق ان کی بعثت حضرت آدم علیہ السلام سے ۱۰۲۶ سال بعد ہوئی۔ اس طرح حضرت نوح علیہ السلام کو خاصی طویل عمر بھی عطا کی گئی تھی۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے "اور ہم نے حضرت نوح علیہ السلام کو قوم کی طرف بھیجا اور وہ ان کے درمیان نو سو سال رہے"۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے خود ان کی عمر نو سو پچاس سال بتائی ہے تو یہی اصل عمر ہوگی۔ دوسرا یہ کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں یہ روایت بھی ہے کہ طوفانِ نوحؑ کے بعد دنیا دوبارا آباد ہوئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انھوں نے دنیا کو نئے سرے سے آباد کیا ہے۔ وجہ یہ تھی کہ اُن کی قوم گمراہ ہو چکی تھی اور اُن پر حضرت نوح علیہ السلام کے وعظ و نصیحت کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ حتیٰ کہ ان کی بیوی اور بیٹا بھی گمراہ ہو چکے تھے۔ پھر اللہ کے حکم سے مسلسل بارش شروع ہو گئی اور ایسا پانی آیا کہ ساری دنیا کو بہا کر لے گیا۔ صرف وہ لوگ بچ گئے جو حضرت نوح علیہ السلام کی بنائی ہوئی کشتی میں سوار رہے۔۔ اس طرح جب طوفان تھم گیا تو کشتی کے لوگ اور ایک جھونپڑی میں پڑی بڑھیا زندہ بچے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی عمر ضرب المثل بن چکی ہے۔ مثلاً اگر کسی کو درازی عمر کی دعا دینی ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ خدا "تمھیں عمرِ نوحؑ عطا کرے"۔

اس طرح حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں مولانا حفظ الرحمان سیوہاروی "قصص القرآن" کے دیباچے میں یوں لکھتے ہیں:

> "قرآن عظیم نے کسی نبیؑ اور پیغمبرؑ کی دعوت تبلیغ کی مدت کا صراحت کے ساتھ اس طرح ذکر نہیں فرمایا
> جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ میں مذکور ہے۔"(۱)

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی طبعی عمر اس سے زیادہ بھی ہو سکتی ہے اور یہ اُس وقت کے حساب سے عام عمر تھی۔ خود حضرت آدم علیہ السلام کی عمر بھی ایک روایت کے مطابق ۱۰۲۰ سال تھی۔ واللہ العلم۔

حضرت نوح علیہ السلام کی عمر اور ان کی امت کے بارے میں اردو شاعری میں کافی مواد ملتا ہے۔ موجودہ مقالہ اسی حوالہ سے لکھا گیا ہے۔

میر تقی میر اپنے ایک شعر میں عمرِ نوحؑ کے حوالے سے یوں رقم طراز ہیں:

جان بخش ل سے فیض جو مل جائے آپ کو
طوفاں میں عمر نوح ملے ہر حباب کو (۲)

اسی طرح مصحفی کے ہاں بھی یہی مضمون بہ الفاظِ دیگر بیان ہوا ہے:

وہ بحر ہے دریائے سرشک اپنا کہ جس کا
ملاح تو کیا نوح کو ساحل معلوم نہیں (۳)

جیسا کہ مذکور ہے کہ انھوں نے اپنی قوم کو گناہوں اور گمراہیوں سے نکالنے کے لیے نو سو پچاس سال تک تبلیغ کی۔ سوائے چند جان نثاروں کے پوری قوم ان کا مذاق اڑاتی رہی۔ ان کی سرکشی، بغاوت، ہٹ دھرمی اور کفر بڑھتا گیا۔ اس طرح ان کی بیوی اور ایک بیٹا بھی سرکشی کی انتہا پر تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام جب بھی وعظ و نصیحت کرتے تو وہ لوگ کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے یا اپنے اوپر چادر تان کر انجان بن جاتے، جس سے ان کی بے حسی اور تکبر ظاہر ہوتا رہا۔ اس کے باوجود آپؑ اپنی بھرپور کوشش میں رہے اور ان کو فلاح بہبود کی طرف بلاتے رہے۔ لیکن ان کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی نہ وہ ماننے کے لیے تیار تھے۔ اس طرح جب حضرت نوح علیہ السلام مایوس ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اُن پر وحی بھیجی کہ فکر نہ کرو۔ نہ غم کرو۔ ہم نے ان کے کان اور دماغ سُن کر دیے ہیں۔ اس لیے وہ ہدایت کی طرف نہیں آ سکتے۔ ان کے لیے ہم نے دردناک عذاب بنا کر رکھا ہے۔ دنیا اور آخرت دونوں میں۔ اس طرح حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی جانب سے کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا اور جب بالکل ہی مایوس ہو گئے تو اللہ پاک سے فریاد کی کہ اے اللہ ان کی بدتمیزیوں اور تکبر سے میں تنگ آ گیا ہوں۔ اس لیے جب وہ ایمان نہیں لا رہے تو زمین کو ان کے وجود سے پاک فرما دے۔ ان میں سے کوئی بھی کافر زندہ نہ بچے اور اس طرح انھوں نے یہ بھی دعا فرمائی کہ اس طرح میرے ساتھیوں اور ماں باپ اور رشتہ داروں کو بچا لے جو ایمان لائے ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کے دل سے جو بددعا نکلی وہ بارگاہِ الٰہی میں قبول ہو گئی۔ اس طرح اُن کی قوم کے منکر اور گمراہ لوگ اس طوفان باد و باراں میں نیست و نابود ہو گئے۔

اسی حوالے سے ایک شعر میں یہ تلمیح یوں بیان کی گئی ہے:

آہ میری کب دعائے نوح ہے
چشم تر طوفاں اٹھا نا چھوڑ دے (۴)

مذکورہ بالا شعر میں شاعر اپنے محبوب سے کہتا ہے کہ میں نے تو دعائے نوحؑ نہیں دی کہ طوفانِ نوح آئے گا یعنی میری آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب تو نہیں آئے گا۔

یہ بات بھی ذہن نشین ہونی چاہیئے کہ کبھی بھی کسی قوم پر ان کے مطالبے کے بغیر عذاب یا طوفان نہیں آیا۔ بجز یہ کہ انھوں نے خود وقت کے نبیؑ کو اس حد تک تنگ کیا ہو اور ان کا مذاق نہ اڑایا ہو۔ وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ جب لوگ خود ایسے حالات پیدا نہ کر دیں۔ ایسی مثالوں سے دنیا بھری پڑی ہے۔ اکثر انبیاء علیہم السلام کی اقوام اسی طرح کرتی رہی ہیں۔ چاہے قوم عاد ہو، قوم ثمود ہو، قوم لوط ہو، بنی اسرائیل ہو، جس نے بھی سرکشی اور تکبر کی انتہا کر دی تو ان پر عذاب نازل کیا گیا۔

بہر حال ہم حضرت نوحؑ کی بددعا کی بات کر رہے تھے کہ انھوں نے اپنی قوم سے بارہا کہا کہ تم پر عذاب آنے والا ہے تو وہ الٹا اُن کا مذاق اڑاتے رہے کہ اگر تمہارا اللہ ایسا کر سکتا ہے تو بے شک کر دے لیکن ہم آپؑ کی بات نہیں مانتے۔ تب ہی موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ ساتھ ساتھ زمین سے بھی پانی کے چشمے ابلنے شروع ہو گئے لیکن اس سے پہلے نوحؑ اپنے جان نثار ساتھیوں کو کشتی میں سوار کرا چکے تھے۔ اس طرح طوفان نے ایسی تباہی مچائی کہ الامان۔ اس بارے میں متضاد رائے پائی جاتی ہیں کہ اُس طوفانِ نوحؑ میں پوری دنیا ہی ڈوب گئی یا صرف زمین کا وہ ٹکڑا؟۔ اس حوالے سے یہی پتا چلتا ہے کہ اُس وقت دنیا میں قلیل ہی اقوام تھیں جو اس طوفان سے نیست و نابود ہو گئیں اور اس طوفان کے بعد نوح علیہ السلام نے دنیا کو نئے سرے سے آباد کیا۔ یہی وجہ ہے کہ انھیں آدم ثانی کہا گیا ہے

اسی طوفانِ نوح کے حوالے سے مختلف شعرا کے ہاں یوں خوشہ چینی ملتی ہے

طوفانِ نوح نے توڈبوئی زمیں فقط
میں ننگ خلق ساری خدائی ڈبو گیا (درد)

طوفان نوح لانے میں کیااے چشم فائدہ (نوح ناروی)
دو اشک بھی بہت ہیں اگر کچھ اثر کریں (۵)

یہی ان اشعار میں شعرانے کنایتاًطوفانِ نوح کاموازنہ عاشق کے آنسوؤں کے ساتھ کیاہےاور عجیب عجیب تاویلیں پیش کی ہیں۔اس طرح طوفانِ نوحؑ کی تلمیح سے فائدہ اٹھا کر مختلف شعرانے فائدہ اٹھایااور اسے اپنے شعروں کامرکز بنایاہے۔کچھ اور مثالیں یہ ہیں:

میں نے عیسیٰ سے جو پوچھا چشم گریاں کا علاج
یوں لگا کہنے کرے گا نوح طوفان کا علاج (مصحفی)

جہاں میں گرچہ پہونچا بہم مجھے دل خواہ
پر نوح کیسے تو طوفان ہزار لا یا ہے (منیر)

طوفان نوح آنکھ نہ ہم سے ملا سکے
آتی نظر ہیں چشم سے ہر پل عیاں عیاں (انشاء)

طوفان رشکِ نوح علیہ السلام ہے
بولا کہ آپ کے بھی سفینے پہ حرف ہے (انشاء)

دیدہ تر نوح کے طوفان کی رخصت مانگتا
پار اتریوں خاک بحر محبت کی کشتیاں (آتش)

طوفانِ نوح رہتا ہے بادِ مراد سے
طوفانِ نوح ہے مرے اشکوں کے جوش سے (آتش)

مرغ ہوا ہے ماہئ دریا بلند ہے
سنا ہے نوح کے طوفان کو یاروں نے کانوں سے (آتش)

پھر آئے ابھی نوح کا طوفان تو عجب کیا
دریائے سرشک اپنا اگر جوش میں آوے (بہادر شاہ ظفر)

اے چشم یہ توقع نہ تھی تجھ سے مجھ کو تو
برپا کرے ہے نوح کا طوفان کیا سبب ؟ (بہادر شاہ ظفر)

نہ کرتا نوح کے طوفان کا کوئی ذکر بھی ہر گز
اگر مردم ہمارا اگر ماجرائے چشم نم سنتے (بہادر شاہ ظفر)

میری آنکھیں نوح کے طوفان کی دکھلاتی تھیں سیر
ان کی چتون نے تو دکھلا دیا تماشا حشر کا (مومنؔ)

اب کے جو نوح کا طوفان اٹھے تو لو گو
ناؤ پر آنا پہاڑوں کی طرف مت جانا (نامعلوم)

رونا کہاں ہوا مجھے دل کھول کر نصیب (حیا)
دو آنسوؤں میں نوح کا طوفان آگیا (٦)

تاہم کشتیٔ نوح کے حوالے سے مختلف شعرا کے ہاں ان کی کئی تلمیحات کا ذکر کرتے ہیں کہ جب اللہ نے نوح علیہ السلام کو ہدایت کی کہ اپنے جان نثاروں کو جمع کرو توانھوں نے اپنے ساتھ ہدایت پانے والے جان نثاروں کو اکٹھا کرنا شروع اور ہر جنس کے جوڑے شامل کر دیتے۔اللہ کا حکم تھا کہ دنیا میں ہر چرند و پرند کے جوڑے جمع کیے جائیں۔ یہی اس بات کا اشارہ تھا کہ دنیا ختم ہو رہی ہے۔اس طرح سفینۂ نوحؑ میں یہ سب محفوظ رہے۔یاد رہے کہ کشتی بنانے کا حکم اللہ تعالیٰ نے طوفان آنے سے قبل دیا تھا۔جب نوحؑ اور ان کے ساتھی یہ کشتی بنا رہے تھے تو ان کی قوم ان کا مذاق اڑاتی رہی۔وجہ یہ ہے کہ اس کشتی کو بنانے میں ایک لمبا عرصہ لگا۔قوم کے سرداران کے قریب سے گزرتے اور فقرے کستے تھے۔کشتی کا نقشہ مختلف آسمانی کتابوں کے حساب سے یہ تھا کہ اس کی تین منزلیں بنائی گئی تھیں۔اوپر کا حصہ پرندوں کے لیے، درمیان حصہ جانوروں کے لیے اور پچھلا حصہ انسانوں کے لیے مختص تھا۔اس طرح اس کشتی کی لمبائی اسی گز سے لے کر دو سو گز اور چوڑائی پچاس گز سے لے کر چھ سو گز تک بیان کی گئی تھی۔مطلب یہ کہ خاصی دیو ہیکل کشتی میں ہدایت پانے انسانوں کی تعداد صرف اسی یا پچاسی تھی۔باقی قوم لاکھوں میں تھی جو لقمۂ اجل بننے والی تھی۔قرآن مجید میں مذکور ہے کہ ہم نے زمین سے پاؤں نکالنا شروع کیا اور نوحؑ کو حکم دیا کہ کشتی میں سب سوار ہو جاؤ۔یوں کشتی اوپر اٹھتی گئی اور پانی سطح پر پہاڑوں کے درمیان تیرنے لگی۔یوں ہم نے اُن کو ظالموں سے نجات دے دی۔چوں کہ کشتی میں دنیا میں پائے جانے والے تمام چرند و پرند اور انسان سوار تھے اس لیے یہ کشتی کئی دن پانی میں تیرتی رہی۔حتیٰ کہ طوفان تھم گیا اور کشتی زمین پر آ لگی۔اس طرح کشتی پر سوار سارے لوگ بحفاظت اتر گئے۔یوں ایک نئی دنیا آباد ہو گئی۔اسی سے دنیا میں ایک نئی آباد کاری شروع ہو گئی۔ یوں قومِ نوح کو نشانِ عبرت بنا دیا گیا۔نوحع کی کشتی کا ذکر اکثر شعرا کے ہاں پایا جاتا ہے۔وجہ یہ ہے کہ یہی کشتی ایک نئی صبح کا استعارہ ہے۔حفاظت کا استعارہ ہے۔بچاؤ کی علامت ہے۔زندگی کا استعارہ ہے، محبت میں مل بیٹھنے کا استعارہ ہئ۔حق و باطل کے درمیان حق کی فتح کا استعارہ ہے۔پیغمبرانہ دعوت پر لبیک کہنے کی علامت ہے۔

،طوفان سے بچنے کی علامت ہے۔ذیل کے اشعار ملاحظہ کریں:

طوفان میں ناخدائی کی کشتی نوح کی
حقاً جواب ہی نہیں تجھ سے کھیل کا (آتش)

بندے کلیم کے پربت جہاں کے سینا
نوح نبی کا ٹھہرا آ کر جہاں سفینا (اقبال)

گردش دوراں سے مردان خدا بے باک ہیں
نوح کی کشتی کو اندیشہ نہیں گرداب میں (آتش)

کشتی مئے کو اے خدائے صبوح
بخش دے قسمت سفینۂ نوح (جوش)

ہاں نوح کی کشتی کی تقدیر ملے تجھ کو (نامعلوم)
اس بحر سیاست کے بپھرے ہوئے طوفان میں (۷)

طوفانِ نوحؑ کے اس قصے میں ان کے بیٹے کنعان کا بھی ذکر آتا ہے کہ جب نوحؑ کی پدرانہ شفقت نے جوش مارا تو انھوں نے اپنے بیٹے کو طوفان سے پہلے اپنے ساتھ آنے اور کشتی پر سوار ہونے دعوت دی۔ لیکن بیٹے کا جواب یہ تھا کہ میں کسی اونچے پہاڑ پر پناہ لے لوں گا اور وہ مجھے اس طوفان سے بچا لے گا۔اس پر نوح علیہ السلام کو انتہائی افسوس ہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے انھیں خبر دار کیا کہ ایسی اولاد کو مت آواز دو تکبر اور گستاخی کی اور آپ کا ساتھ نہ دے سکا بلکہ اس کے دل و دماغ پر ہم نے کفر کی مہر ثبت کر دی ہے اسے مت بلاؤ یہ جہنمی ہے۔

اس حوالے سے ایک شاعر کہتا ہے:

اب کے جو نوح کا طوفان اٹھے تو لوگو
ناؤ پر آنا پہاڑوں کی طرف مت جانا

اس سے ایک تاریخی استعارہ سامنے آجاتا ہے جس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ پہاڑوں میں بھی پناہ نہی ملنے والی، بلکہ ناؤ پر ملے گی۔نوح اور ناؤ کی تلمیح سے یہی بات ثابت کر دی ہے شاعر نے۔اسی حوالے سے دیگر شعرا نے یوں اظہار خیال کیا ہے:

رخ انوار دکھا کر خاک کا پیوند کرتے ہیں
حس ہونے سے طوفان نوح کے فرزند کرتے ہیں (آتش)

باپ ان کے یہ بولے کشتی میری واللہ ڈبو دی ہائے غضب
اس لڑکے نے صحبت بد پا کر یہ کار ابن نوح کیا (اکبر)

مجموعی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ شعرا نے نوح علیہ السلام کی تلمیح کو اپنے اشعار کی زینت بنا کر یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ حق و باطل کے معرکے میں جیت ہمیشہ حق کی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ طوفان نوحؑ کا آنا اور پھر نوح علیہ السلام کا اپنے جان نثاروں اور کرۂ ارض پر بسنے والے ہر چرند و پرند کا ایک ایک جوڑا جمع کر کے کشتی پر سوار ہونا، پھر طوفان آنا اور باطل کے مٹتے ہی کشتی کا دوبارہ زمین پر اتر جانا ایسی علامات ہیں جو ہم سب کے لیے عبرت کا نشان ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ مولانا حفظ الرحمان سیوہاروی، قصص القرآن، مکتبہ تعمیرِ انسانیت، لاہور، ۱۹۷۵ء، ص ۱۵
۲۔ مولوی عبدالحق، مقدمہ دیوان می، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۲۰۰۰ء، ص ۱۶۴
۳۔ ہمدانی مصحفی، دیوان مصحفی، علم و عرفان پبلشرز، لاہور، ۱۹۹۹ء، ص ۱۳۰
۴۔ خواجہ میر درد، نالہ درد، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۱۰۲
۵۔ ڈاکٹر عطاء الرحمان صدیقی ندوی، اردو شاعری میں اسلامی تلمیحات، عالمی رابطہ ادب اسلامی، لکھنؤ، ۲۰۰۴ء، ص ۲۵۸
۶۔ ایضاً، ص ۲۶۲
۷۔ ایضاً، ص ۲۶۶۔۲۶۷
۸۔ نظم "پیتھوس Pathose" ایضا، ص ۴۱۲
۹۔ نظم "اتفاق"، ایضاً، ص ۳۷۵
۱۰۔ نظم "آخرش" ایضاً، ص ۱۹۰
۱۱۔ نظام "یادیں" ایضاً، ص ۲۵۰
۱۲۔ نظم "پرانی فصیل"، یضاً، ص ۲۶۰
۱۳۔ نظم "موت"، ایضاً، ص ۲۱۳